اداریہ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب اے۔ آر۔ کارنیلیس کا تقریباً ۸۸ سال کی عمر میں ۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔ ملک کے قانونی اور عدالتی نظام سے وابستہ افراد اور اداروں نے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ جناب کارنیلیس ۸ مئی ۱۹۰۳ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد سینٹ جان کالج میں استاد تھے۔ جناب کارنیلیس نے میور سنٹرل کالج الہ آباد سے بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری لی اور ۱۹۲۶ء میں انڈین سول سروس میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ بعد میں ان کی خدمات عدلیہ کے سپرد کر دی گئیں۔ شملہ' امرتسر' لاہور اور پنجاب کے بعض دوسرے اضلاع میں انہوں نے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کی حیثیت سے کام کیا۔ فروری ۱۹۴۶ء میں انہیں لاہور ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد چنداں اس عہدے پر فائز رہے۔ ۵۱-۱۹۵۰ء میں فیڈرل لاء سیکرٹری رہے۔ مارچ ۱۹۵۶ء میں فیڈرل کورٹ آف پاکستان کے جج بنے اور چار سال بعد سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ ۲۹ فروری ۱۹۶۸ء کو اس عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ستمبر ۱۹۶۹ء سے فروری ۱۹۷۱ء تک مرکزی کابینہ میں وزیر قانون رہے اور جب دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے نتیجے میں وجود میں آنے والی قومی اسمبلی کا اجلاس نہ ہو سکا' جسے ملک کے لیے دستور بنانا تھا تو انہیں دستور ترتیب دینے کا کام سونپ دیا گیا۔ انہوں نے دستور کا مسودہ تیار کیا مگر مشرقی پاکستان کے کٹ جانے سے صورت حال بالکل ہی تبدیل ہو گئی۔ جسٹس کارنیلیس نے اس کے بعد بہت حد تک خاموش زندگی گزاری اور اپنے لیے جو معمولات طے کر لیے تھے ان سے ادھر ادھر نہ ہوئے۔

ان کی زندگی بے لوث قومی خدمت کی ایک اعلیٰ مثال تھی جس کا اعتراف عوامی اور حکومتی ہر دوسطحوں پر کیا گیا۔ ۱۹۶۴ء میں پنجاب یونیورسٹی نے انہیں ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری دی اور ۱۹۶۷ء میں حکومت پاکستان نے "ہلال پاکستان" کا اعزاز دیا۔ اگرچہ وہ مذہباً "کیتھولک عیسائی تھے مگر اسلامی تاریخ' عقائد اور قانون پر ان کی گہری نظر تھی۔ ایک موقع پر انہوں نے کہا تھا کہ "میں اگرچہ

مذہباً" عیسائی ہوں مگر چونکہ میں نے جس دستور اور آئین کی وفاداری کا حلف اٹھایا ہے اس کی بنیاد اسلام ہے' اس لیے میں نے اسلام کے مطابق ہی سارے فیصلے کرنے کی کوشش کی ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں آئینی مسلمان ہوں۔" اس دعوے پر شاہد ان کے وہ متعدد بیانات' تقریریں اور تحریریں ہیں جن میں انہوں واضح کیا ہے کہ

☆ پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ سے ہی عوام کو مطمئن کیا جا سکتا ہے۔

☆ قانون کو قوم کے ضمیر کے مطابق ہونا چاہیے بصورت دیگر معاشرتی ترقی اپنی صحیح رفتار سے واقع نہیں ہو سکتی۔

☆ مغربی قوانین جو برصغیر پر نوآبادیاتی دور میں مسلط کیے گئے تھے' مسلمانوں کے مزاج اور ان کی روایات سے ہم آہنگ نہیں۔

☆ نظام قانون کی ترتیب نو میں ہمیں یورپی نظام قانون کے بجائے مشرق وسطیٰ کے قانونی نظاموں سے استفادہ کرنا چاہیے۔

اس سلسلے میں سڈنی (آسٹریلیا) میں منعقد ہونے والی کامن ویلتھ جورسٹس کانفرنس (۱۹۶۵ء) کا ذکر بالخصوص اہم ہے جس میں جناب کارنیلیس نے اسلامی تعزیرات کے حق میں پوری جرات کے ساتھ دلائل پیش کیے تھے۔ اسلامی نظام قانون کے حوالے سے انہوں نے پاکستان میں مجلۃ الاحکام العدلیہ متعارف کرایا اور اسلامی قانون سے متعلق اس کی ابتدائی ایک سو دفعات کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

جناب کارنیلیس نے ایک جرات مند' دیانتدار اور صحیح الفکر قانون دان اور منصف کی حیثیت سے شہرت پائی۔ ملک میں قانون کی حکمرانی' بنیادی حقوق کے تحفظ اور عدلیہ کی آزادی سے متعلق ان کے عدالتی فیصلے اور متعدد تقاریر تاریخ کا حصہ ہیں۔ ان کی آزادی فکر کا پہلا اہم اظہار اس وقت ہوا جب مولوی تمیزالدین خان نے گورنر جنرل غلام محمد کی طرف سے دستور ساز اسمبلی کو برخواست کرنے کے خلاف عدالتی کارروائی کی۔ انہوں نے سندھ چیف کورٹ میں گورنر جنرل کے اقدام کے خلاف رٹ پٹیشن دائر کی اور سندھ چیف کورٹ نے مولوی تمیزالدین خان کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا۔

حکومت پاکستان کی جانب سے اس فیصلے کے خلاف فیڈرل کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی گئی۔ اپیل کی سماعت اس وقت کے چیف جسٹس کی سربراہی میں قائم ایک بنچ نے کی اور بنچ کے ایک رکن جسٹس کارنیلیس تھے۔ بنچ نے مولوی تمیزالدین خان کے اختیار کردہ موقف کے خلاف گورنر جنرل کے اقدام کو درست قرار دیا تاہم بنچ کے جس ایک جج نے اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ اپنا اختلافی نقطہ نظر پیش کیا' وہ جسٹس کارنیلیس تھے۔ اس فیصلے سے نہ صرف دستور سازی کا عمل متاثر ہوا بلکہ جمہوری اقدار کے حوالے سے کبھی پسندیدہ فیصلہ نہ سمجھا گیا۔ بعد میں سپریم کورٹ نے ایک دوسرے مقدمے کا فیصلہ دیتے ہوئے اس کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ دوسرے لفظوں میں جسٹس کارنیلیس کے اختلاف کو اقرب الی الصواب قرار دے دیا گیا۔

اسی طرح دوسرا موقع وہ تھا جب جماعت اسلامی پاکستان کو حکومت وقت نے خلاف قانون قرار دے دیا اور مغربی پاکستان ہائی کورٹ نے حکومت کے اس اقدام کے خلاف رٹ خارج کر دی۔ جب معاملہ سپریم کورٹ میں پہنچا تو حکومت کے اقدام کو غلط قرار دیتے ہوئے جماعت اسلامی پاکستان کو حسب سابق کام کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

جناب کارنیلیس کا پختہ یقین تھا کہ "انسانی نشوونما اور ترقی کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ ہر قدم خدا کی راہ میں اٹھے اور کام ارشادات الہٰی کے مطابق ہو۔" ان کی ہمیشہ یہ آرزو رہی کہ پاکستان حقیقی معنوں میں ایک ایسی ریاست کی شکل اختیار کر جائے جس کا نظام قانون و عدل یہاں کی عظیم اکثریت کی تاریخ و روایات کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو۔

جسٹس کارنیلیس کے تمام اہم فیصلے عدالتی اور قانونی دستاویزات کے مجموعوں میں باآسانی دستیاب ہیں لیکن انہوں نے عدلیہ سے باہر پاکستان کے مسائل کے حوالے سے جو کچھ کہا اور لکھا' رسائل و جرائد میں دب کر رہ گیا ہے۔ ان کے تجزیے اور تجاویز وقت گزرنے کے باوجود آج بھی برمحل ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ان کی جملہ تقریروں' تحریروں اور انٹرویوز کا ایک جامع انتخاب مرتب کر دیا جائے۔ زیر نظر شمارے میں جسٹس کارنیلیس ۱۹۲۸ء کی ایک تحریر شامل کی جا رہی ہے' کون کہہ سکتا ہے کہ یہ برمحل نہیں ہے۔ (مدیر)